زندگی گزارنے کے آداب
ائمہ علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں

5

خصال

شیخ الصدوقؒ

AL-KISA®
PUBLISHERS
R-159 Sector 5-B/2 North Karachi, Uc-12, 75850

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	خصال
مؤلف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
تحقیق وتشریح	محمد باقر کمرہ ای
مترجم	عمران رجانی
مترجم تشریحات	ملیکہ خاتون کاظمی
تزئین وتصحیح	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	الکساء پبلیشرز (آرٹ ڈیپارٹمنٹ)
اشاعت اول	اکتوبر ۲۰۰۳، رمضان ۱۴۲۳
اشاعت دوئم	جولائی ۲۰۰۸، رجب ۱۴۲۹

We Provide The Standard

AL-KISA®
PUBLISHERS
R-159 Sector 5-B/2 North Karachi, Uc-12, 75850
Ph# 021-8205932 E-mail# Alkisapublishers@hotmail.com

وہ بات سچ نہیں ہے جسے غالی اور مفوضہ افراد --خدا اُن پر لعنت کرے-- بیان کرتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں حقیقت میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کے امور میں لوگوں کو غلط فہمی ہوگئی ہے حالانکہ وہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں، کیونکہ کسی نبیؐ یا حجت خدا کے امور میں لوگ غلط فہمی کا شکار نہیں ہوئے مگر صرف حضرت عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے سلسلے میں لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں اس لئے کہ انہیں زمین سے زندہ اُٹھایا گیا ہے؛ آسمان و زمین کے بیچ ان کی روح قبض کی گئی تھی اور آسمان پر بلند ہونے کے بعد ان کی روح ان کو لوٹا دی گئی تھی اور یہی اللہ عزوجل کا قول ہے: إذ قال الله يا عيسىٰ إني متوفيك و رافعك إليَّ جس وقت خدا نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تمہاری مدت پوری کرنے والا ہوں اور تم کو اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں (سورۂ آلِ عمران- آیت ۵۵) اسی طرح اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰؑ کا قول نقل کیا ہے: وكنتُ عليهم شهيداً ما دُمت فيهم فلما توفيتني كنت انت الرقيب عليهم وأنت على كل شيٍ شهيد. اور جس وقت تک میں اُن کا گواہ رہا پھر جب تو نے میری مدت (قیام) پوری کردی تو تو اُن کا نگراں تھا اور تو ہر شے سے پوری اطلاع رکھنے والا ہے۔ (سورۂ مائدہ- آیت ۱۱۷)

جبکہ ائمہ علیہم السلام کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے والے کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لوگ غلط فہمی کا شکار ہو سکتے ہیں تو ائمہ کے سلسلہ میں ایسا کیوں نہیں ہوسکتا؟! اب اس کے جواب میں جو بات کہی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ تو بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو اماموں کے لئے بغیر باپ کے پیدا ہونا کیونکر ممکن نہیں جبکہ اس سلسلہ میں تو وہ اپنے مذہب (قانون) کے اظہار کی جسارت نہیں کرتے، خدا اس بارے میں اُن پر لعنت کرے۔

جب تمام انبیائے الٰہی اور اس کی حجتیں ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں اور اُن میں سے صرف حضرت عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے تو پھر یہ بھی ممکن ہے کہ لوگوں کو حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کوئی غلط فہمی ہو جبکہ کسی اور نبی یا حجت خدا کے بارے میں نہیں بالکل اسی طرح جیسے حضرت عیسیٰؑ کے لئے بغیر باپ کے پیدا ہونا ممکن ہے مگر دیگر کسی نبیؐ یا حجت خدا کے لئے نہیں۔ درحقیقت اللہ عزوجل اپنے اس اَمر کو آیت اور علامت قرار دینا چاہتا ہے تاکہ یہ جان لیا جائے کہ اللہ عزوجل ہر شے پر قادر ہے۔

﴿۲﴾ **ماہِ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوتا ہے اور اس سے کم ہرگز نہیں:** میرے والدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ، عبداللہ ابن جعفر حمیری، محمد ابن یحییٰ عطّار اور احمد ابن ادریس-- سب نے-- ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن محمد ابن عیسیٰ اور محمد ابن حسین ابن ابوخطاب نے محمد ابن سنان کے ذریعہ سے روایت بیان کی، اس نے حذیفہ ابن منصور سے، اس نے معاذ ابن کثیر سے کہ اس کو معاذ ابن مسلم ہرا بھی کہا جاتا ہے نقل کیا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ماہ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے اور بخدا کبھی اس سے کم نہیں ہوتا۔

محمد ابن علی ابن ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: علی ابن ابراہیم ابن ہاشم نے اپنے والد کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے یاسر خادم سے نقل کیا کہ میں نے امام رضاؑ سے عرض کیا: کیا رمضان کا مہینہ انتیس دن کا ہوسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: رمضان کا مہینہ تیس دن سے کم ہرگز نہیں ہوتا۔

محمد ابن علی ابن ماجیلویہؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے چچا محمد ابن ابوالقاسم نے احمد ابن ابوعبداللہ برقی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے ابوالحسن علی ابن حسین رقّی سے، اس نے عبداللہ ابن جبلہ سے، اس نے معاویہ ابن عمار سے، اس نے حسن ابن عبداللہ سے، اس نے اپنے اجداد سے، اس نے اپنے جد امام حسن ابن علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا کہ ایک یہودی رسول خداؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپؐ سے

چند مسائل دریافت کیے کہ ان میں سے ایک مسئلہ یہ تھا کہ اللہ نے آپ کی امت پر دن کے وقت تیس دن کے روزے کیوں فرض کیے ہیں جبکہ دیگر امتوں پر اس سے زیادہ فرض کیے ہیں؟! نبیؐ نے فرمایا: جب حضرت آدمؑ نے اس درخت سے کھایا تھا تو وہ چیز آپ کے پیٹ میں تیس دن رہی تھی لہٰذا اللہ عزوجل نے اُن کی ذریت پر تیس دن بھوک و پیاس میں رہنا فرض قرار دیا۔ اب ان کے درمیانی وقت میں لوگ جو کھاتے ہیں تو یہ ان پر اللہ عزوجل کا فضل و مہربانی ہے۔ چنانچہ حضرت آدمؑ پر اسی طرح فرض تھا لہٰذا یہی فرض میری اُمت پر بھی عائد کیا گیا۔

اس کے بعد رسول خداؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون. اياماً معدودات تم پر روزہ رکھنا اسی طرح واجب کیا گیا ہے جس طرح تم سے اگلوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم پرہیزگار بنو۔ گنتی کے دن ہیں (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۸۳۔ ۱۸۴) اس یہودی نے کہا: اے محمدؐ آپ نے بالکل درست فرمایا۔

محمد ابن موسیٰ متوکلؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن ابوعبداللہ کوفی نے موسیٰ (ایک نسخہ میں محمد ہے) ابن عمران نخعی کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے اپنے چچا حسن ابن یزید نوفلی سے، اس نے علی ابن حمزہ سے، اس نے ابوبصیرؒ سے نقل کیا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے اللہ عزوجل کی اس آیت ولتكملوا العدة اور (وہ چاہتا ہے کہ) تم لوگ گنتی کو پورا کردو (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۸۵) کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: تیس دن۔

میرے والد اور محمد ابن حسن ابن ولیدؒ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: سعد ابن عبداللہ نے محمد ابن حسین ابن ابوخطاب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے محمد ابن اسماعیل ابن بزیع سے، اس نے محمد ابن یعقوب ابن شعیب سے نقل کیا اس نے اپنے والد سے کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: ماہ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ولتكملوا العدة (ایک نسخہ میں ہے الكاملة التامة فرمایا: تیس دن) اور کامل پورے کو کہتے ہیں۔

احمد ابن حسن قطان نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: احمد ابن یحییٰ ابن زکریا قطان نے بکر ابن عبداللہ ابن حبیب کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، اس نے تمیم ابن بہلول سے، کہا: ابومعاویہ نے اسماعیل ابن مہران نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے سُنا: بخدا، اللہ نے بندوں پر ان کی طاقت سے بھی کم تکلیف عائد کی ہے لہٰذا انہیں پورے دن میں پانچ نمازیں پڑھنے کو کہا ہے، ہر ہزار درہم میں سے پچیس درہم نکالنے کو کہا ہے (زکوٰۃ) اور سال بھر میں انہیں تیس دن روزے رکھنے کو کہا ہے، ان (مذکورہ واجبات) میں سے ہر اک ایک جحت ہے جبکہ لوگ اس سے زیادہ پر قادر ہیں۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں: ماہ رمضان کے متعلق شیعوں کے خواص اور صاحبان بصیرت کا عقیدہ ہے کہ یہ تیس دن سے کم ہرگز نہیں ہوتا اور روایتیں بھی قرآن کے موافق ہیں لیکن اہلسنت کی روایتوں کے مخالف۔ اب جو کمزور عقیدہ کے حامل شیعوں نے ان روایات کی طرف رجوع کیا ہے جو تقیہ میں وارد ہوئی تھیں کہ رمضان کا مہینہ بھی دیگر مہینوں کی مانند کم و زیادہ ہوتا ہے تو انہوں نے تقیہ کیا ہے جس طرح کہ مخالفین سے تقیہ کیا جاتا ہے لیکن پھر بھی وہ بات نہیں کہی گئی کہ جس کے قائل مخالفین ہیں۔ ولاقوۃ الا باللہ۔

(شرح: یہ تو واضح ہے کہ ماہ رمضان بھی عربی سال کے مہینوں کی طرح کبھی ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور یہ نہیں ہوسکتا کہ مہینہ گردش کے دوران وہ گھٹے نہیں۔ جو لوگ ہر ماہ کی فطری وضع سے واقف ہیں ان پر یہ امر پوشیدہ نہیں اور کسی حد تک عام لوگ بھی اس کو محسوس کرتے ہیں۔ یہ احادیث جو ماہ

رمضان کو پورے تیس دن کا قرار دیتی ہیں اور اس میں کسی کمی کو نہیں جانتیں ان کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات طے ہے کہ ان احادیث کا مقصد اور شیخ صدوق کا نقطۂ نظر کہ ان کو انہوں نے قابل اعتماد قرار دیا ہے اور ان کے موضوع کو شیعہ عقائد کہا ہے اور اس کی مخالفت کو ضعیف شیعوں کا خیال سمجھا جائے کہ ان کو ہمیں تقیہ پر محمول کرنا چاہئے۔

ایسا نہیں ہے کہ ماہ رمضان کو علم نجوم کے نقطۂ نظر سے اور صرف کے قاعدے کی بناء پر ہم دنوں کا شمار کریں۔ جیسا کہ منجمین اور علم ہیئت کے ماہرین بیان کرتے ہیں۔ بلکہ یہاں تو ایک حکم شرعی بیان کرنا ہے یا اس سبب کو بیان کرنا ہے کہ شریعت میں اس کے مطابق حکم دیا گیا ہے اور اس لحاظ سے یوں کہنا چاہئے کہ ان احادیث سے مقصود یوم الشک کی کیفیت بیان کرنا ہے یعنی جب کبھی بادل یا موسم کی خرابی کی وجہ سے ماہ رمضان کے آخری دن اور ماہ شوال کے پہلے دن میں اشتباہ واقع ہو جائے تو پھر اسے ماہ رمضان ہی ماننا چاہئے اور روزہ رکھنا چاہئے۔

اور یہ حکومت کی مشینری اور خلفائے جور کے فیصلوں کی طرف ایک کنایہ ہے جو غیر ذمہ دار اور اجرت یافتہ گواہوں کی بنیاد پر مشتبہ دنوں کو عید فطر قرار دیا کرتے تھے اور روزہ نہیں رکھتے تھے۔

(یہ ایک عام خیال ہے کہ اگر عید مثلاً روز جمعہ کو ہو تو حکومت پر بھاری ہوتی ہے لہٰذا اہل حکومت یہ کیا کرتے تھے کہ جھوٹی گواہیاں دلوا کر عید کا دن ہٹا دیتے تھے اور بزعم خود وہ عید ان کے لئے بھاری ثابت نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ مناظر آج کل بھی دیکھنے میں آتے ہیں کہ اب سے تقریباً ۲۵ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ جب عرب دنیا کے مسلمانوں کے ایک علاقے میں ۲۸ روزے ہونے کے بعد اگلے روز باقاعدہ گلی گلی یہ اعلان ہوا کہ رمضان کے پہلی کے چاند میں غلطی ہوئی ہے پہلا روزہ چھوٹ گیا لہٰذا اب ۲۹ روزے ہو چکے ہیں اور آج یوم السعید ہے مسلمان بعد میں ایک روزے کی قضا کریں۔ سرکاری طور پر ہر جگہ نماز عید بھی ادا کی گئی۔ شیعہ حضرات نے خاموشی سے روزہ رکھا اور جب ان کی عید ہوئی تو وہ نماز عید منعقد نہیں کر سکے کیونکہ وہ حکومت کی مخالفت ہو جاتی۔ آج جب نام نہاد مذہبی آزادی کا ڈنکا پیٹا جا رہا ہے شیعوں کا یہ حال ہے تو پھر بھلا خون کے پیاسے حکمرانوں کے دور میں کس قدر محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی!۔ مترجم شرح)

چنانچہ کافی روایات کے مطابق جو اس موضوع پر ہیں یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ امام ہشتم علیہ السلام فرماتے ہیں ایک روز حیرہ میں خلیفہ ابو العباس سفاح کے پاس تھا اور لوگوں نے دستر خوان لگوایا اور مجھے بھی دعوت طعام دی۔ مجھے معلوم تھا کہ یہ ماہ رمضان کا آخری دن ہے اور وہ اس بہانے مجھے قتل کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے از روئے تقیہ افطار کر لیا کیونکہ ماہ رمضان کا ایک دن روزہ کھول لینا اور اس کی قضا کر لینا اس سے بہتر تھا کہ وہ مجھے دین کا عمومی مخالف شمار کر کے میری گردن اڑا دیں۔ اور ان احادیث کے لئے دوسری توجیہات بھی ہو سکتی ہیں۔ جن کو سید نعمت اللہ جزائری نے زہر الربیع کی جلد دو (۲) میں نقل کیا ہے۔ ہم از روئے وضاحت عین عبارت ہی نقل کیے دیتے ہیں۔

حدیث ماہ رمضان کا افادہ ناقص نہیں ہے کیونکہ اس کا ظاہر غلات کی ایک جماعت اور اہل سنت کے موافق ہے۔ اور اسی جہت سے اسے تقیہ اور متعدد تاویلات پر حمل کیا گیا ہے جو اس کے بارے میں کی گئی ہیں۔ (یہ کلام شیخ صدوق کی گفتگو کے مخالف ہے کہ ان روایات کو شیعہ عقیدے موافق اور مخالف تقیہ جانا اور ظاہر میں بھی ایسا ہی ہے)

جو کچھ شیخ اور دیگر کچھ علماء کہتے ہیں اس سے پابندی کی نفی ہی ہوتی ہے یعنی اس کا کوئی دائمی نقصان نہیں ہے۔

(یہ توجیہ روایات کی نص کے مخالف ہے اور بالخصوص اس توجیہ کی جو شیخ صدوق نے کی ہے)

اوراس میں سے ایک یہ ہے کہ حدیث کو اکثر پر محمول کیا جائے یعنی اکثریت تمام ہونے کی ہواوراس میں سے ایک یہ ہے کہ اشتباہ کے موقع پر آخر ماہ میں چاند نہ دیکھ سکنے پر واجب یہ ہے کہ ماہ کو مکمل سمجھا جائے اور اسی طرح اول ماہ میں اشتباہ یعنی یوم الشک کے روزہ کے ترجیح دینے کے بارے میں اوران میں سے ایک یہ ہے کہ نفس الامر میں نقص واقع نہیں ہوگا چاہے رویت ہلال میں غلطی ہوئی ہو۔ پس جب ماہ شعبان مکمل ہو جائے اول ماہ رمضان ہے اسی طرح امکان ہے کہ آخر شعبان بھی مشتبہ ہو جائے تو اس وقت شعبان کے مکمل ہونے کا ہی حکم لگایا جائے گا۔

پس یقیناً کہ اس کا آخری نفس الامر میں اول ماہ رمضان مانا جائے گا اور ہر چند کہ اس کی قضاء واجب نہیں ہے اور شاید یہی ابن بابویہ کی مراد ہے جیسا کہ وہ فرمارہے ہیں (یہ توجیہ بڑی پیچیدہ مبہم اور قابل غور ہے) اور ایک بات یہ کہ ثواب وفضیلت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی خواہ بحسب رؤیت کم بھی ہو اوراس میں سے ایک یہ ہے کہ اس پر کمی کا اطلاق کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نقص (کمی) ایک بُری صفت ہے جیسا کہ وارد ہوا ہے قران پر مخلوق کے اطلاق کی نہی ابہام کے لئے یہاں مخلوق سے مراد مکذوب ہے۔ اوراس میں سے ایک یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ نامکمل مہینے کے روزے مکمل مہینوں کے روزوں کے برابر نہیں ہو سکتے چنانچہ ایک روز کی قضا واجب ہے اوراس میں ایک یہ بھی ہے کہ ہرگز سے مراد طویل زمانہ ہے کیونکہ ہرگز کے معانی میں سے ایک معنی زمانہ طویل بھی ہیں۔ زہرالربیع کا کلام ختم ہوا۔

﴿۳﴾ **کتاب و سنت کے مطابق حرام قرار دی جانے والی شرمگاہیں چونتیس ہیں:** ابومحمد حسن ابن حمزہ ابن علی ابن عبداللہ ابن محمد ابن حسن ابن حسینؑ ابن علیؑ ابن حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالبؑ نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: محمد ابن یزداد نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: عبداللہ ابن احمد ابن محمد کوفی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابوسعید سہل ابن صالح عباسی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: ابراہیم ابن عبدالرحمن املی نے ہم سے روایت بیان کی، کہا: امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادقؑ کے ذریعہ ہم سے روایت بیان کی، کہا: میرے والد سے ان شرمگاہوں کے متعلق سوال کیا گیا جنہیں قران میں حرام قرار دیا گیا ہے اوران کے متعلق بھی جنہیں سنت رسولؐ میں حرام قرار دیا گیا ہے تو آپؑ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے چونتیس قسم کی عورتیں حرام قرار دی ہیں کہ ان میں سے سترہ کا ذکر قران میں آیا ہے اور سترہ کا ذکر سنت میں:

قران کی حرام کردہ: زنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ولاتقربوا الزنا** اور زنا کے قریب مت جاؤ (سورۂ بنی اسرائیل- آیت ۳۲)، باپ کی بیوی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ولاتنکحوا ما نکح آبآؤکم من النسآء و امھاتکم . . .** ''جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیے ہیں تم ان سے نکاح مت کرو اور تمہاری ماؤں سے، تمہاری بیٹیوں سے، تمہاری بہنوں سے، تمہاری پھوپھیوں سے، تمہاری خالاؤں سے، بھائی کی بیٹیوں (بھتیجیوں) سے، بہن کی بیٹیوں سے، تمہاری رضاعی ماؤں سے، تمہاری رضاعی بہنوں سے، تمہاری بیویوں کی ماؤں (ساس) سے اور تم نے اپنی جن بیویوں سے ہمبستری کرلی ہے ان کی ان بیٹیوں سے جو تمہاری گود میں ہیں، البتہ اگر ہمبستر نہیں ہوئے تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے صلبی لڑکے (پوتوں، نواسوں وغیرہ) کی بیویوں سے اور دو بہنوں سے ایک ساتھ نکاح کرنا مگر جو ہو چکا وہ معاف ہے۔'' (سورۂ نساء- آیت ۲۷)، حائضہ سے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ولاتقربوھن حتی یطھرن** اُن سے مقاربت نہ کرنا یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں (سورۂ بقرہ- آیت ۲۲۲)، اعتکاف میں مباشرت کرنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے: **ولاتباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد** ۔ اور اُن سے مباشرت نہ کرنا جبکہ تم اعتکاف میں ہو (سورۂ بقرہ- آیت ۱۸۷)

سنت میں حرام کردہ: ماہ رمضان میں دن کے وقت ہم بستر ہونے سے، لعان کے بعد ملاعنہ سے، دوران عدت نکاح کرنے سے،